© rasailojaraid.com

ڈاکٹر ابوالفضل بخت رواں۔ (پی ایچ ڈی جامعہ بغداد)
پشاور یونیورسٹی

پاک و ہند میں عربی زبان کی ابتداء

مقدمہ۔ پاک و ہند جسے براعظم صغیر کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اپنی جغرافیائی خوبیوں کی بدولت دنیا کے ممالک میں ممتاز مقام رکھتا ہے۔ چنانچہ جب سائنسی ایجادات ظہور پذیر نہیں ہوئی تھیں۔ یہ منطقہ دور و دراز ممالک کے دست درازی سے محفوظ رہا۔ صرف پڑوس کے چند ممالک مثلاً چین۔ منگولیا۔ ایران اور افغانستان کے ملوک اس کے محصولات اور معدنیات سے مستفید ہوتے رہے۔

اسلام سے قبل اور کسی حد تک اسلام کے بعد اس کے باشندے جابرانہ برہمنی نظام میں جکڑے ہوئے تھے اور عوام کو چار طبقوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔ ۱۔ برہمن۔ ۲۔ کھشتری۔ ویشی۔ ۴۔ شودر

پہلے طبقے کا کام ملک کا نظام چلانا تھا اور مذہبی امور کی نگرانی کرنا۔ دوسرے گروہ کے ذمہ فوجی خدمات کا انجام دینا اور دفاع کرنا تیسری جماعت کا کام کھیتی باڑی کرنا تاکہ باقی طبقوں کا پیٹ بھر سکے۔ چوتھا طائفہ باقی تینوں طبقوں کی خدمت گذاری تھی۔ یہ آخری جماعت ذلیل اور حقیر سمجھی جاتی تھی۔ اس جماعت کو برہمن اپنی آبادی سے الگ تھلگ رکھتے۔ بوقت ضرورت اعلیٰ طبقہ کی آبادی میں داخل ہوتے۔ چھوت چھات پر سختی سے عمل کیا جاتا۔ جب کسی شودر کا ہاتھ غلطی سے برہمن کو لگ جاتا تو اس کی پاداش میں اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا۔ علم و عرفان کے دروازے صرف برہمنوں کے لئے کھلے تھے۔ لہٰذا شودروں کا ذہن مفلوج ہو چکا تھا۔ بے وقوفی اور نادانی کے نمونے بنا دیئے گئے۔

چنانچہ پشتو زبان میں " شودہ " لفظ بے وقوف کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس لئے کہ پشتو زبان ہندی زبان کی پڑوسن ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مذکورہ انتظامی اور معاشی خرابی کے علاوہ ہندو مذہب میں کائنات کی ہر اس چیز کی پوجا پاٹ کی جاتی ہے جس کا کوئی نہ کوئی نمایاں اثر ہو۔ آگ۔ پانی۔ دریا۔ سمندر۔ درخت۔ پہاڑ۔ چیتا۔ شیر۔ ہرن۔ کچھوہ وغیرہ کی دیویوں کو خوش رکھنے کے لئے غریب عوام کو قربانی دینے کے لئے مجبور کیا جاتا۔

وہ ذہنی طور پر پریشان تھے کہ کسی کی خوشی ان کے لئے خطرناک ہو سکتی ہے۔ عورت کو مافوق الفطرت جانتے ہوئے اس کی شرم گاہ کی پوجا پاٹ کی جاتی تھی اور اب بھی کی جاتی ہے اس لئے کہ اس سے انسانی نسل کا سلسلہ قائم ہے۔

اس دوران بدھ مت کا ظہور ہوا۔ چونکہ ہندو مت کے مقابلے میں یہ مذہب سستا اور آسان تھا اس لئے مظلوم انسان جوق در جوق اس میں شامل ہو گئے۔ کچھ بادشاہوں نے اس کی سرپرستی کی۔ اور یہ مذہب افغانستان سے لے کر چین جاپان تک جا پہنچا۔ پھر آہستہ آہستہ اسے زوال آنا شروع ہوا۔ تو برہمنوں نے مہاتما بدھ کو اپنے مذہب کا اوتار مان لیا۔ اور ہندومت و بدھ مت کے امتزاج کا اعلان کر دیا۔ چنانچہ مظلوم باشندے ایک دفعہ پھر برہمنوں کی تعدی و تشدد کا ہدف بنے۔ (انہوں نے مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو بھی اپنے مذہب کا "اوتار" تسلیم کیا۔ لیکن اسلام کی تعلیمات واضح اور جلی ہیں جس کی وجہ سے دھوکا نہیں کھایا جا سکتا) بفحوائے حدیث نبوی "الناس عیال اللہ" اللہ تعالیٰ کی محبت و غیرت کو جوش آیا جس نے ہند کے مظلوم باشندوں کی روحانی اور مادی اذیت سے بچانے کا مستقل بندوبست کیا۔

حضور رحمۃ للعالمین ہونے کی حیثیت سے ہند کا منطقہ بھی حضورؐ کی رحمت و عنایت کا مرکز بن گیا چونکہ حضورؐ کے زمانے میں ہند تک اسلام کا پہنچنا ممکن نہ تھا۔ اس لئے آپؐ نے اس بارے میں واضح تعلیمات صادر فرمائیں۔ "عن ثوبان مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصابتان من امتی احرزھما اللہ من النار عصابۃ تغزو الی الہند و عصابۃ تکون مع عیسی بن مریم علیہما السلام۔

۲- وقد عزم ابو ھریرۃ ان ینفق روحہ ومالہ فی تلک الغزوۃ۔ وقال وعدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بغزوۃ الھند۔ فان ادرکتھا انفق فیھا نفسی ومالی فان اقتل کنت افضل الشھداء فان ارجع فانا ابو ھریرۃ المحرر (سنن النسائی باب غزوۃ الھند الجزء السادس۔)

ترجمہ: حضرت ثوبان مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ

۱- آپ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میری امت کے دو طائفے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے آگ سے بچا لیا ۱- ایک وہ جو ہند کے جہاد میں شریک ہوگا۔ ۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس جہاد میں اپنی جان و مال خرچ کرنے کا وعدہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فرمایا تھا۔ پس اگر میں اس جہاد میں قتل کیا جاؤں تو میں بخشا بخشایا ابوہریرہ ہوں گا)

حضرت ابوہریرہؓ نے ہند کے جہاد میں انتظار کرتے کرتے وفات پائی۔ لیکن یہ سعادت محمد بن قاسم اور اس کے ساتھیوں کو نصیب ہوئی جنہوں نے ہند میں اسلام کی مستقل بنیاد رکھی جس کی بدولت فوج در فوج اہل ہند اسلام میں داخل ہو گئے۔ بموجب لا اکراہ فی الدین مسلمانوں نے کسی کو اسلام قبول کرنے پر مجبور نہیں کیا۔ یہی وجہ ہے کہ ہندوستان میں برہمنوں کی ضد کی وجہ سے اکثریت غیر مسلم رہی۔ تاہم انہوں نے مسلمانوں کی مساوات، عدل و انصاف، اخوت اور بھائی چارے سے اثر قبول کیا۔ اور وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ اسلامی تعلیمات کی افادیت ان پر منکشف ہوتی رہی۔ ابھی کل پرسوں کی بات ہے کہ ہریجنوں (شودروں) کی پوری کی پوری بستی ہندوؤں کی نسلی امتیازات سے تنگ آ کر مسلمان ہو گئی۔ اور لاکھوں مسلمان ہونے کے لئے تیار کھڑے ہیں۔ مگر پنڈتوں کی تعدی کے خوف سے اسلام قبول کرنے سے کترا رہے ہیں۔

راقم الحروف نے یہ لمبی تمہید اس لئے باندھی ہے کہ قارئین پر واضح ہو جائے کہ ہند میں مسلمان کیسے اور کیوں آئے اور عربی زبان کی ابتدا کیسے ہوئی۔ اسلام میں عربی زبان کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ اسی زبان کے وجود سے اسلامی تعلیمات موجود ہے۔ اگر خدانخواستہ اس کی ناپید ہونے سے صحیح اسلام کے ناپید ہونے کا خطرہ ہے۔ اس لئے صدر مملکت پاکستان اپنی ۱۹ اکتوبر ۱۹۸۱ء کی پریس کانفرنس جو پشاور میں منعقد ہوئی تھی فرمایا تھا کہ ملک میں عربی زبان پر پوری توجہ دی جائے گی۔ تاکہ پاکستان کے مسلمان قرآنی تعلیمات سے براہ راست مستفید ہو سکے۔ اللہ کرے کہ ملک میں انگلش میڈیم سکول کی طرح عربی میڈیم سکول نظر آنے لگیں۔

مغربی ملکوں میں انگریز قوم کا پروپیگنڈہ ایسا موثر ہے کہ انہوں نے ہمارے دل و دماغ میں یہ وہم ڈال دیا کہ موجودہ ٹیکنالوجی اور سائنسی ایجادات میں انگریزی دان سائنسدان ترقی کر سکتے ہیں لیکن وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ جاپان، چین، فرانس، جرمنی اور روس نے انگریزی کے ذریعہ ترقی نہیں کی بلکہ اپنی زبانوں کے بل بوتے پر اس راستے میں آگے بڑھے ہیں۔

جدید سائنسی ایجادات کی بنیاد عربی سائنسدانوں نے رکھی تھی۔ اور عربی زبان میں اتنی قوت ہے کہ جدید ٹیکنالوجی کے علوم اپنے اندر سمو سکتی ہے۔ بعض عرب ملکوں نے طب اور انجینئرنگ جیسے اہم علوم کو عربی زبان میں ڈھالنا شروع کر دیا ہے۔ اگر پاکستان ایسا کرے تو دین و دنیا کی بھلائی سے بیک وقت مستفید ہو گا۔ ہم نے خواہ مخواہ اپنے طالب علموں کے اذہان کو انگریزی زبان کی بے ڈھنگی تدریس سے مفلوج کر رکھا ہے۔ مسلمان کا پیدا ہونا اور مرنا عربی زبان پر ہوتا ہے۔ پھر اس کی تعلیم و تدریس میں اسے روحانی ذوق حاصل ہوتا ہے۔ جو مادی ذوق سے کئی گنا بڑا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قارئین کرام خیال کریں گے کہ راقم اسطور موضوع سے ہٹ گیا ہے لیکن مذکورہ بالا معروضات موضوع کے ضمن میں آتا ہے۔ جسے مختصراً عرض کر دیا گیا ہے۔

ہند میں عربی زبان قبل از اسلام | ۱۔ ہندوستان کی مشہور جنگ کوروپانڈوں میں عربی زبان استعمال کی گئی ہے وہ یوں کہ جب کوروں نے اپنے دشمن پانڈو کو موم کے گھر میں مہمان بنانا چاہا تاکہ اس میں اس کا صفایا کریں تو اس سازش کا انکشاف" درودھی" عربی میں کیا۔ اور اس کو دھشتر سے جواب عربی زبان میں دیا[1]۔

۲۔ ابراہیمی خط ہندوستان میں ۸۰۰ ق م میں فینیقین کے تجار کے ذریعہ داخل ہوا۔ فینیقین سامی نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور عرب بھی سامی نسل سے ہیں۔ اس لئے عربی زبان بھی اسی زمانے میں ہند میں آئی اور جس کی تصدیق موریا اور راندھرا حکومتوں کی بعض کتبوں سے ہوتی ہے۔ جو عربی زبان میں لکھے گئے ہیں[2]۔

۳۔ اشوک کے زمانے کے کتبے جو معلوم ہوتے ہیں اس کی مشابہت عربی سے ہے اس کے علاوہ یہ دائیں سے بائیں لکھے گئے ہیں جو سامی زبانوں کی خاصیت ہے[3]۔

۴۔ تورات میں ہے کہ قدیم زمانہ سے عربوں کی تجارت ہند سے ہوتی تھی۔ عرب ہندی اشیا مصر تک لے جاتے تھے[4]۔ ظاہر ہے اہل ہند کے ساتھ عربی میں تخاطب ہوچکا ہوگا اہل ہند نے عربی اور عربوں نے ہندی کے چند کلمات ضرور یاد کئے ہوں گے۔

۵۔ شواہد ملتے ہیں کہ حضرت یوسفؑ کے زمانہ سے واسکوڈے گاما (۱۴۶۹ء-۱۵۲۴ء) اور مارکو پولو (۱۲۵۴ء-۱۳۲۳ء) تک عرب ہند تجارت پر قابض تھے۔ ان دو سیاحوں نے مغربی ممالک کے لئے سمندر کے راستے کھول دیئے جن کی وجہ سے عرب کی تجارت پر کافی اثر پڑا۔ چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے سے عربی زبان ہند میں داخل ہوچکی تھی۔

۶۔ جب ہم ادب جاہلی کا مطالعہ کرتے ہیں۔ تو ہمیں مندرجہ ذیل کلمات و الفاظ ملتے ہیں۔ مثلاً قرنفل۔ فلفل۔ زنجبیل۔ جاقل لیموں۔ تنبول۔ کافور۔ بارجہ۔ صندل۔ عود ہندی۔ تمر ہندی۔ جوز ہندی شناش۔ شیت۔ صبا اور فوطہ وغیرہ وغیرہ تحقیقات سے پتہ چلتا ہے۔ کہ مذکورہ کلمات معرب ہیں۔

۷۔ اور ان کی اصل سنسکرت سے جا ملتی ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ الفاظ کا تبادلہ اسلام سے قبل ہوتا رہا۔ جیسا کہ امراء القیس کے اس شعر سے واضح ہے ؎

ترى بعر الآرام فى عرصاتها　　وقيعانها كأنه حب فلفل

اذا قامتا تضوع المسك منهما　　نسيم الصبا جاءت بريا القرنفل[5]

---

[1] حرکۃ تالیف باللغۃ العربیۃ جمیل احمد ص ۳۴ اور "عرب و ہند کے تعلقات" ص ۱۱ سلیمان ندوی [2] دائرۃ المعارف بریطانیہ مادہ سنسکرت [3] حرکۃ تالیف باللغۃ العربیۃ [4] کتاب بنی حزقیل آیۃ ۱۹-۲۷۔ [5] معلقۃ الامراء القیس

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لفظ ہند اور اس کے متعلقات عربی زبان میں بکثرت مستعمل ہیں جس کی مثال دوسری زبان میں نہیں ملتی۔ اس سے عربوں اور اہل ہند کے روابط واضح ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ کتنی عرب عورتیں تھیں اور ہیں جو مسماۃ بلفظ ہندہ ہو چکی ہیں علاوہ ازیں انگریزی لفظ "ہندہ" کی بگڑی ہوئی شکل ہے۔ مہند۔ ہندی۔ ہندوانی جو عربی اسماء کے لئے استعمال کئے گئے ہیں۔

چنانچہ زہیر بن ابی سلمیٰ نے حضورؐ کی شان میں لفظ مہندیوں استعمال کیا ہے۔

ان الرسول لنور یستضاء به　　　　مهند من سيوف الله مسلول

۹۔ عربوں نے اپنا سمندر جو عرب دنیا کے قریب ہے۔ بحر ہند کے نام سے یاد کیا ہے۔ مناسب تھا کہ بحر عرب کے نام سے موسوم ہوتا تھا۔ اس کے برعکس ہند کے پاس والے سمندر کے ایک حصے کو بحیرۂ عرب کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ گویا کہ دونوں قوموں نے بطور دوستی کے نشانی اور علامت کے یہ نام رکھے ہیں۔ اس سے دونوں کے قریبی روابط پر روشنی پڑتی ہے۔

۱۰۔ فضل اللہ لطف فریدی نے اپنی کتاب بمبئی گزٹ میں لکھا ہے۔ کہ ہند میں چال وکلیان اور سوپار کے مقامات پر عربوں کی بستیاں قبل از اسلام موجود تھیں۔ عربوں کے ساتھ ان کی زبان لازماً پہنچ چکی ہوگی[1]

<u>ہند میں عربی زبان اسلام کے اوائل میں</u> ۱۔ جنوبی ہند کے مالابار میں ہندوؤں، یہود، نصاریٰ اور عربوں کے تجارتی مراکز تھے ان چار قومیت کا آپس میں التقا ہوتا تھا۔ اور مذاہب کے متعلق تبادلہ خیال بھی ہوتا تھا۔

اس وقت کے راجہ نے معجزہ شق القمر خواب میں دیکھا وہ اس خواب سے زیادہ مشوش رہتا تھا اور تعبیر کا متلاشی تھا۔ عربوں کی ایک جماعت کا وہاں سے گزر ہوا جو سراندیپ (لنکا) میں حضرت آدم علیہ السلام کے آثار کی زیارت کرنے کے لئے جا رہی تھی۔ وہ راجہ کے پاس ٹھہری راجہ نے اپنا خواب بتایا۔ تب جماعت کے امیر نے سمجھایا کہ یہ ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے جو ہو بہو ظہور پذیر ہو چکا ہے۔

راجہ اپنے وزیروں اور درباریوں سمیت مسلمان ہو گیا۔ اور کافی تعداد میں رعایا بھی مشرف بہ اسلام ہوئی۔ جنوبی ہند یعنی مالابار اسلام کا پہلا مرکز بنا۔ یہاں عربی زبان اور تعلیمات اسلامیہ کی باقاعدہ درس و تدریس شروع ہو گئی۔ اور قرب و جوار میں بھی اسلام پھیلا[2]

۲۔ اسی مالابار میں مسلمانوں کا مقبرہ ہے۔ جس کی ایک قبر پر یہ عبارت کندہ ہے۔

الرحیل علی بن عثمان توفی ۱۶۶ھ[3]

---

[1] اسلامی ثقافت ہند میں ص ۵۳۔ ڈاکٹر تارا چند [2] مجلہ اسلامک کلچر حیدر آباد دکن جلد ۴۲۔ ۱۹۶۸ء۔ اور رجال السند والہند [3] اسلامی ثقافت ہند میں د۔ تارا چند ص ۵۵ (۱۰) مصدر نمبر ۹

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۳۔ یہی مالا بار ہے جہاں اسلامی سکے دریافت ہوئے ہیں جن پر ۱۱۱ھ درج ہے[1]

۴۔ مالا بار میں پہلے مسلمان عرب جو پہنچے تھے ان میں مالک بن دینار، شرف بن مالک۔ مالک بن حبیب جنہوں نے مساجد بنائیں۔ عربی زبان، اور اسلامی علوم و فنون کی درس و تدریس کی داغ بیل ڈالی۔ انہوں نے ہند کے جنوب میں اپنے مشن کو آگے بڑھایا۔ یہاں کی عورتوں سے شادیاں کیں۔ اس کے برعکس ہند کے مسلمان تجارت کی غرض سے بحرین جنوبی یمن خلیج عربی اور جزیرۃ العرب پہنچے۔ چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا علاج ایک زط (جاٹ) طبیب نے کیا۔ یاد رہے کہ زط (جاٹ) ایک سندھی قبیلے کا نام ہے۔

محمد بن قاسم کے آنے کے بعد سندھ اور کچھ ہند میں عربی زبان کو سرکاری حیثیت حاصل ہو گئی جو پونے تین صدی تک جاری رہی۔

عربی زبان کی حالت محمد بن قاسم کے بعد دیبل سے (کراچی) کشمیر تک کا علاقہ محمد بن قاسم نے فتح کیا تھا۔ جس کی ابتداء ۹۲ھ میں ہوئی۔ انہوں نے یہاں مستقل عربی حکومت کی بنیاد ڈالی جو اموی دور میں دمشق کے ماتحت تھی عباسی دور میں بغداد کے کچھ عرب آ کر سندھ میں آباد ہوئے۔ جب کچھ سندھی عراق اور دیگر عرب علاقوں میں پھیلے چنانچہ سندھ کے بعض قبائل مثلاً اساورہ، سیابجہ۔ زط (جاٹ) اندغار۔ بصرہ اور اس کے گرد و نواح کے علاقوں میں آباد ہو گئے۔ عربی زبان اور ادب کو چار چاند لگانے میں عربوں کے دوش بدوش کام کیا جن میں امام زاعی متوفی، ۵ ابو معشر نجیح بن عبدالرحمن السندی متوفی ۱۷۰ھ اور مشہور شاعر ابوعطاء متوفی ۲۲۲ھ السندی سرفہرست ہیں[2]

اس کے علاوہ جب عباسی دور آیا اور بغداد میں علم و ادب کی تحریک شروع ہوئی اور جہاں وتعریب کا مرکز قائم کیا گیا وہاں سندھ و ہند کے علماء نے عربی زبان اور اس کے ادب میں نمایاں کارنامے انجام دئے۔ مثلاً صالح بن بہلہ منکہ، بازیکہ۔ قلبرقل۔ سندباذ الہندی اور کنکہ۔

متاخر الذکر ۱۔ النموذار فی الاعمار۔ ۲۔ اسرار المو الید۔ ۳۔ القرنات الکبیر۔ ۴۔ القرنات الصغیر کے مصنف تھے[3]

صاحب احسن التقاسیم مقدسی نے سندھ کا دورہ ۳۷۵ھ میں کیا تھا۔ فرماتے ہیں:۔

دیبل بحریۃ قد احاط بہا نحو من مائۃ قریۃ اکثرھم کفار... کلھم تجار وکلامھم سندھی وعربی[4]

ترجمہ۔ دیبل ایک ساحلی علاقہ ہے جہاں تقریباً چار سو دیہات ہیں اور اکثریت کافروں کی ہے۔ جو سب تاجر ہیں

---

[1] الادب المفرد ص ۳۵ للام بخاری [2] حرکۃ التالیف بالعربیۃ فی الہند [3] البیان والتبین ج ۱ ص ۱۰۶
[4] فتوح البلدان للبلاذری ص ۴۷۹

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سندھی اور عربی زبان بولتے ہیں۔

الاصطخری اپنی کتاب المسالک والممالک میں یوں رقمطراز ہے۔

"ولسان اهل المنصورة والملتان ونواحيها العربيه والسنديه"

علم حدیث اور فقہا کے متعلق مقدسی یوں فرماتے ہیں۔

اکثرهم اصحاب حديث. ورأيت القاضي ابا محمد المنصوري داؤديًا واماماً في مذهبه له تدريس وتصانيف وقد صنف كتبًا عديدةً حسنةً ولا تخلو القصبات من فقها على مذهب ابي حنيفة[1]

<u>بعض عرب علماء جو ہند میں آئے</u> | سندھ میں عربی حکومت قائم ہونے کے بعد یہاں جید اور ابرز علماء دیار عرب سے آکر سندھ میں آباد ہو گئے جنہوں نے مسجدوں کو جامعات کی حیثیت دی اور کفر و شرک کے تاریک ہند میں توحید اور رسالت کی روشنی پھیلاتے رہے۔ ان میں مندرجہ ذیل مشہور ہیں۔

۱۔ فقیہی موسیٰ بن یعقوب الثقفی۔ محمد بن قاسم نے اور (دیبل) کا خطیب مقرر فرمایا تھا۔ چچ نامہ میں اس کی تفصیل موجود ہے یہ عہدہ آپ کی اولاد کو نسلاً بعد نسل منتقل ہوتا رہا۔

ابن بطوطہ نے اپنے سفرنامے میں لکھا ہے کہ جب میں سیوستان (موجودہ سوہن شریف) کے خطیب جو شیبانی کے نام سے مشہور تھا ملا تو انہوں نے مجھے عمر بن عبدالعزیز کا وہ خط دکھایا جس میں اس کے خاندان کو خطابت کا کام سونپا تھا خط کا مضمون کچھ اس طرح کا ہے۔

هذا ما امر به عبد الله امير المومنين ابن عبد العزيز لفلان ۹۹ھ

۲۔ فقیہی اسماعیل بن علی الثقفی السندی۔ ان سے چچ نامہ علی بن حامد الکوفی السندی ۶۱۳ھ میں ملا تھا۔ اسماعیل بن علی کے پاس اپنے آباؤ اجداد کی لکھی ہوئی تاریخ العرب فی السند (عربی میں لکھی ہوئی) موجود تھی جس کا فارسی ترجمہ ابن حامد نے کیا تھا۔ ترجمہ موجود اور اصل ناپید ہے[2]

۳۔ ربیع بن صبیح السعدی حسن البصری کے شاگرد اور سفیان ثوری کے استاد تھے[3]۔ سرزمین سندھ میں تشریف لائے اور درس و تدریس میں مشغول ہوتے یہاں تک کہ ۱۶۰ھ میں وفات پائی۔

۴۔ عمرو بن مسلم الباہلی متوفی ۱۲۳ھ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے آپ کو سندھ کا گورنر بنا کر بھیجا۔ آپ نے امور مملکت اور امور علم و ادب بیک وقت سنبھالے۔ آپ کی دعوت و تبلیغ کی برکت سے بہت سے راجے، مہاراجے

---

[1] احسن التقاسیم ۴۸۱ [2] چچ نامہ ص ۹-۱۱ [3] طبقات ابن سعد ج ۷، ص ۲۲۷ [4] تہذیب ۸/ ۱۰۵

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مسلمان ہو گئے۔ عربی زبان کے ساتھ عوام کا شغف پیدا ہو گیا۔ آپ نے احادیث کی روایت یعلی بن عبید سے کی تھی اور آپ سے ابو طاہر نے۔

۵۔ اسرائیل بن موسیٰ البصری تبع تابعی تھے حسن البصری اور محمد بن سیرین (جن کی زیارت قبور سے راقم الحروف مشرف ہو چکا ہے) سے روایت کی اور آپ سے سفیان ثوری نے اور ابن عیینہ متوفی ۱۹۸ھ نے۔ آپ نے سندھ میں وفات پائی[۱]

۶۔ یزید بن ابی کبشہ السلسکی الدمشقی جو اپنے والد ابو کبشہ اور مروان ابن الحکم سے روایت کرتے تھے آپ کو سلیمان بن عبدالملک نے سندھ کا والی مقرر فرمایا۔ لیکن آپ جلد وفات پا گئے ۹۷ھ[۲]

<u>سندھ کے مقامی علماء</u> | قارئین یہ خیال کریں گے کہ صرف عرب علماء نے سندھ میں عربی زبان اور اس کے ادب کو سندھ میں پروان چڑھایا تھا اور مقامی لوگ بے کار اور جاہل تھے۔ ایسا نہیں مقامی لوگوں نے اپنے عرب اساتذہ سے کماحقہٗ استفادہ کیا چونکہ وہ سندھی زبان اور جغرافیہ سے خوب واقف تھے اس لئے انہوں نے نہ صرف عربی زبان خود سیکھ لی بلکہ اہل سندھ کو اس کے علوم و فنون سے مستفید کرایا۔

مندرجہ ذیل اسمائے گرامی عربی زبان و ادب کی سرخیل مانے جاتے تھے۔

۱۔ ابو جعفر محمد بن ابراہیم بن عبداللہ متوفی ۳۲۲ھ جس نے حصول کے لئے مکہ مکرمہ کا سفر کیا۔[۳] واپس آ کر علم و ادب کے حلقے کو روشن کیا۔ ۲۔ ابو العباس احمد بن عبداللہ الدیبلی متوفی ۳۴۳ھ۔ ۳۔ ابراہیم بن ابی جعفر محمد متوفی ۳۴۵ھ۔ ۴۔ ابو العباس احمد بن محمد الداؤدی المنصوری جو منصورہ کے قاضی تھے جب آپ نے بخارا کی طرف کوچ کیا تو حاکم ابو عبداللہ الحافظ نے روایت حدیث آپ سے کی۔ واپسی پر آپ نے منصورہ کے درس و تدریس بڑے بڑے حلقوں کو علم و ادب سے فیضیاب کیا سمعانی نے مصر، بغداد اور ماوراء النہر کے ان علماء کی فہرست مرتب کی جنہوں نے آپ سے روایت حدیث کی تھی۔

پاکستانی محکمہ آثار قدیمہ نے بھنبھور سندھ کے مقام پر کچھ کتبے حاصل کئے ہیں جن کی تاریخ تین سو ہجری بتائی جاتی ہے اور خط کوفی میں مکتوب ہیں[۴]۔ ان سے عربی زبان کا رواج اس زمانے میں مکمل طور پر عیاں ہے۔

"قارئین حضرات ہم نے ارادہ کیا ہے کہ عربی زبان کی مختصر تاریخ سے آپ کو مجلہ "الحق" کی وساطت سے روشناس کرائیں گے۔ اور یہ وضاحت کریں گے کہ عربی زبان پاک و ہند میں کیسے آئی اور یہاں کے مسلمانوں نے کیا خدمات انجام دیں۔ حصول پاکستان کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ یہاں عربی زبان کی نشاۃ ثانیہ ہو۔

وما توفیقی الا باللہ العظیم وعلیہ توکلت والیہ انیب۔

---

[۱] المیزان ۱/۹۷ والتہذیب والتقریب ۱/۲۶۱، ۳۹ [۲] التہذیب ۱۱/۳۵۴ [۳] فتوح البلدان ص ۴۹۵ [۴] مجلہ پاک ارکیالوجی عدد ۳-۱۹۶۶ء

© rasailojaraid.com